قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 31 اکتوبر 2020ء | 13 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:258

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ۔ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(آل عمران:32)

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک میں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

(بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

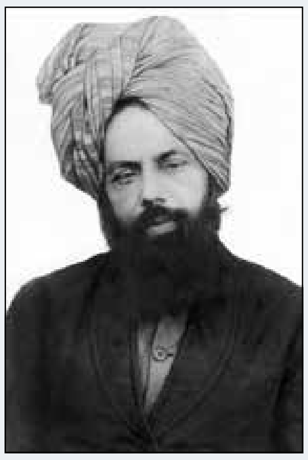

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’دنیا میں کروڑ ہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے۔ لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ {اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا}۔ (الاحزاب:57)۔ اُن قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء۔ سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گزشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصّوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں۔ اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں۔ کیونکہ اب ان کا نام و نشان نہیں بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ اور یقیناً نہیں سمجھ سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آ گئے۔ اب نہ ہم قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے۔ اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔ پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج وہ اندھیرے کے وقت میں ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا، نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے۔ اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔ کون صدقِ دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا اور کس نے صحتِ نیت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کے لئے کھولا نہ گیا۔ لیکن افسوس کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کر لیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نور ان کے اندر داخل ہو‘‘۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301-302-303)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس دیکھیں اس عاشقِ صادق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی محبت جو آپ کو اپنے آقا اور محبوب سے تھی کہ بے انتہا درود بھیجا کرتے تھے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے نوازا جیسا کہ اس سے ظاہر ہے۔

پس آج ہمیں بھی اس محبت کے نمونے قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ دنیا کو جلد سے جلد اس آقا کی غلامی میں لا سکیں جو تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوا ہے تا کہ دنیا میں امن اور محبت کی فضا پیدا ہو۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور آپ کے لئے غیرت کی چند اور مثالیں جو روایات ہیں بچوں کی اور دوسری پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جو آپ کے مجھلے بیٹے، دوسرے بیٹے تھے فرماتے ہیں کہ: ’’یہ خاکسار حضرت مسیح موعود کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مگر مَیں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے مَیں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی نہ آ گئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُوواں رُوواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا‘‘۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 26-27)

پھر ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ: ’’ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آ کر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

میراثِ محمد ﷺ کے امیں (منظوم)
اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ
نورِ الٰہی کی عظیم تجلیات
صفائی

میراثِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے امیں

فضل ربی کے کئی روپ کئی چہرے ہیں
نعمتیں جیسے کہ بارش کے رواں قطرے ہیں

دستِ قدرت نے تراشا ہے ہمیں چاہت سے
ہم تو میراثِ محمدؐ کے امیں ٹھہرے ہیں

یہ جو منزل ہے یہ انعام ہے خیرات نہیں
آگ اور خون کے طوفانوں سے ہم گزرے ہیں

جھونک ڈالے ہیں دل و جان و نفوس و اموال
ہو کے قربان رہِ مولیٰ میں ہم نکھرے ہیں

ایک ہی دُھن ہے کہ مالک کی رضا حاصل ہو
ہم سے جو ہوسکا اس راہ میں کر گزرے ہیں

اپنی سج دھج کی زمانے میں نہیں کوئی مثال
بدر کامل ہوا آئینہ تو ہم سنورے ہیں

کیسا پیارا ہے یہ اسلام کا دورِ آخر
آسمانوں سے مسیحائے زماں اُترے ہیں

(امۃ الباری ناصر)

دربارِ خلافت

جماعت احمدیہ کا ماٹو: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ یہ نعرہ ہم خاص طور پر غیروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہم یہ نعرہ اس بات کے جواب میں یا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے لگاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ یا اس کے افراد دوسروں کے لئے بغض و کینہ رکھتے ہیں یا دوسروں کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھتے۔ یا غیر مسلموں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ہم یہ آواز بلند کرتے ہیں کہ اسلام محبت پیار حسن سلوک اور دوسروں کے جذبات کا خیال نہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے ان کی یہ بات ہی غلط ہے کہ اسلام ظلم و تعدی اور بربریت کا مذہب ہے یا پھر ہم یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ ہم آپس میں نفرتوں کی دیواروں کو گرا کر پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں۔ پس اگر ہم کسی بھی قسم کی خدمت انسانیت کرتے ہیں، ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو یہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کر کے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں کو دنیا کی ہمدردی اور محبت میں تڑپتے دیکھا ہے اور اس حد تک تڑپتے اور بے چین ہوتے اور سجدوں میں روتے دیکھا ہے کہ اس تڑپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرما کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے، ان انسانوں کے لئے جو بغض و کینے سے پاک ہوں بطور ثبوت محفوظ فرما دیا تا کہ آئندہ آنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے سے پہلے اس تڑپ پر غور کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں اس اسوہ حسنہ پر چلنے کی کوشش کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الکھف: 7) پس کیا تو شدت غم کے باعث ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ یہ جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ کس بات پر ایمان نہیں لاتے؟ اس بات پر کہ شرک نہ کرو، خدا کا بیٹا نہ بناؤ۔ جب ان کو کہا جاتا ہے تو اس پر ایمان نہیں لاتے۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے معاف نہیں کرتا۔ پس یہ ہمدردی اور محبت ہے ہر انسان سے حتیٰ کہ مشرک کے ساتھ بھی کہ اسے سیدھے راستے پر لانے کے لئے جہاں عملی کوشش کی جائے وہاں اس کے لئے دعا بھی کی جائے۔

پس اگر احمدیوں کو ’’محبت سب سے‘‘ کا صحیح ادراک حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آقا اور محسن انسانیت سے اس کے طریق سیکھنے ہیں اور یہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب خود اپنی توحید کے معیاروں کو بھی ماپیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں محبت اور ہمدردی کے جذبات کی ایک اور مثال کہ جب قوم کی طرف سے ظلم و تعدی کی انتہا ہوتی ہے تو تباہی کی دعائیں نہیں کیں بلکہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ان کے فائدے کے لئے ہے۔ جب دوسرے قبیلے تنگ کرتے ہیں اور بددعا کے لئے کہا جاتا ہے تو تب بھی ایک موقع پر آپ نے یہی ہاتھ اٹھائے۔ لوگ سمجھے کہ بددعا ہوئی اور قبیلہ تباہ ہوا۔ آپ نے کہا کہ

اے اللہ دوس قبیلے کو ہدایت دے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد و السیر باب الدعا للمشرکین بالھدیٰ لیتألفھم حدیث ۲۹۳۷)

پس محبت صرف اپنوں کے لئے اور ہمدردی صرف اپنوں سے ہی نہیں بلکہ دوسروں سے بھی محبت اور ہمدردی کے وہی معیار ہیں۔ صرف اور صرف ایک درد ہے کہ توحید کا قیام ہو جائے تا کہ دنیا تباہی سے بچ جائے۔ آج بھی دنیا میں ہزاروں قسم کا شرک پھیل چکا ہے اور نہ صرف شرک بلکہ خدا کے وجود سے ہی دنیا کا ایک بڑا حصہ انکاری ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے اور توحید کے قیام کے لئے ہمیں بھی اس چیز کو اپنانے کی ضرورت ہے جس کا سبق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نمونے سے ہمیں دیا ہے۔ ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک نعرہ ہم نے لگا لیا جسے دنیا پسند کرتی ہے اور اس بات پر مختلف جگہوں پر ہماری واہ واہ ہو جاتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ایک ذریعہ ہے اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ پس ہمارے انسانی ہمدردی کے کام، محبت کا پرچار اور اظہار اور عمل اور نفرت سے دوری اور نفرت سے صرف دوری ہی نہیں کرنی بلکہ نفرت سے ہمیں نفرت بھی اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے ہے، اس کی توحید کے قیام کے لئے ہے۔ اگر ہمیں نفرت ہے تو کسی شخص سے نفرت نہیں بلکہ شیطانی عمل سے نفرت ہے اور ہونی چاہئے۔ شیطانی عمل کرنے والوں سے بھی ہمیں ہمدردی ہے اور اس ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہم انہیں اس گند سے باہر لائیں تا کہ انہیں خدا تعالیٰ کے

بقیہ صفحہ 4 پر

اداریہ

اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ

اسلامک امادہ سَلِمَ ہے جس کے معنی سلامتی کے ہیں۔ اور مسلم کے معنی ہیں جو سلامتی میں ہو اور دوسرے اس سے محفوظ رہیں۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ تو مسلمان ہو جا امن میں آجائے گا۔

•اور ایمان کا Root امن ہے۔مومن جو خود بھی امن میں ہو اور دوسرے بھی اس سے امن میں رہیں۔آنحضور ﷺ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ تھے اور آپ کا شہر بلد امین تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ جو اس میں داخل ہو گا وہ امن میں رہے گا۔

سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی صفات کا ذکر فرمایا ہے وہاں "سلم المؤمن" کی صفات بھی بیان فرمائی ہے کہ خدا "سلم" "یعنی سلامتی مہیا کرنے والا اور "المؤمن" امن دینے والا ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر "تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰہِ" کہہ کر مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ اللہ کے اخلاق اور صفات سے اپنے آپ کو رنگین کرو۔ اگر وہ "سلام" ہے اور سلامتی مہیا کرتا ہے تو اے مسلمان! تو بھی دوسروں کے لئے سلامتی کا باعث بن۔ اور اگر تمہارا خدا "المؤمن" ہے یعنی امن دینے والا ہے تو اے مسلمان! تو بھی دوسروں کے لئے امن کا باعث ہو۔

یہاں یہ بات نوٹ کرنے والی ہے کہ مسلمان کو سلامتی مہیا کرنے اور امن دینے کی جو نصیحت کی گئی ہے۔ اس کا سفر انسان کی اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ وہیں سے جہاد کا آغاز ہوتا ہے ۔ ہر انسان کے اندر ایک اور انسان موجود ہے اور جب تک وہ اندر کا پوشیدہ انسان، ظاہری انسان سے محفوظ نہیں تب تک وہ دوسروں کے لئے ،دوسرے انسانوں کے لئے کیسے امن اور سلامتی کا باعث بن سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامان دمار

اور آنحضرت ﷺ نے "مسلم" اور "مومن" کی جو تعریف فرمائی وہ اسلام اور ایمان کے معنوں کی صحیح عکاسی کر رہی ہے۔ کس پیارے انداز میں آپ ﷺ مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ
(متفق علیہ)

اس تعریف میں لسان یعنی زبان کا ذکر پہلے کیا ہے اور ہمیشہ لڑائی جھگڑا یا تکرار میں زبان پہلے چلتی ہے۔ انسان برا بھلا، گالی گلوچ پر پہلے اُترتا ہے۔

اس حدیث میں مُسۡلِمُوۡنَ سے عام مسلمان مراد ہیں ہی۔ مگر اس سے انسان کا اپنا نفس بھی مراد ہے اور اسی لئے اس حدیث میں زبان کا لفظ پہلے لائے کیونکہ انسان اپنے آپ کو ہاتھ سے کبھی نہیں مارتا ہاں زبان سے اپنے لئے سامانِ دمار پیدا کرتا رہتا ہے۔ کبھی جھوٹ بول کر ، کبھی غیبت کر کے ، کبھی گالی گلوچ اور کبھی دوسری برائیوں سے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: اُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے اول ٹھہروں۔ پھر ایک جگہ مومنین کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے یوں حکم ہوا کہ اُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں میں سے ہو جاؤ۔

ہم آپ کی اقتداء میں انہی معنوں میں "مسلمان" بننے کی کوشش کرتے ہیں اور نماز کے اختتام پر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہہ کر اپنے دائیں بائیں، قریب، دور بسنے والوں۔ واقفوں اور ناواقفوں، شہریوں، دیہاتیوں کو غرض اللہ کی ساری مخلوق کو سلامتی و امن کی دعا دیتے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ میری طرف سے کوئی تکلیف اور گزند نہیں پہنچے گی اور جب بارگاہ رب العزت سے باہر آتے ہیں تو ہم عملاً آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں اُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کہہ رہے ہوتے ہیں۔

•پھر آئیں دیکھیں، مومن کی آنحضور ﷺ نے کیا تعریف فرمائی۔ فرمایا:

اَلۡمُؤۡمِنُ مَنۡ یَّاۡمَنُہُ النَّاسُ کہ مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں۔

وہ امن کی آماجگاہ جو بلد امین کہلایا اور اُس کا سالارِ اعظم "رسول امین" کہلایا۔ آج اس کے ماننے والے نہ اپنے ہاتھوں خود محفوظ ہیں اور نہ دوسرے اُن سے محفوظ ۔

خانہ کعبہ جو امن کی درس گاہ تھا اور فتح مکہ کے روز یہ کہا گیا تھا جو اس میں آجائے گا وہ امن میں ہو گا۔ آج اس کی ظل مساجد بھی محفوظ نہیں ہیں اور آنحضور ﷺ کی تعریف کے برعکس ایک مسلم کی مختلف تعریفیں گڑھ لی گئیں۔ مسئلہ ختم نبوت کو اس کا حصہ بنا گیا اور افسوس اس بات پر کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ترجمہ میں (آخری) کا لفظ add کر دیا گیا۔

اور انہی مختلف تعریفوں کی وجہ سے امت انتشار اور افتراق کا شکار ہے اور تشدد معاشرہ میں جگہ پا گیا ہے اور جگہ جگہ امت مسلمہ پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ۔ اگر امت آنحضور ﷺ کی بیان فرمودہ تعریف اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ کو حرز جان بناتی تو آج امت نہ بٹتی۔

ہلاکو خاں نے 652ء میں جب بغداد پر حملہ ہوا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی تو کچھ مسلمان ایک بزرگ کے پاس دُعا کی غرض سے حاضر ہوئے تو بزرگ نے جواباً کہا کہ میں کیا کروں؟ جب بھی میں خدا سے دُعا کرنے لگتا ہوں مجھے غیب سے آواز آتی ہے۔ اَیُّھَا الۡکُفَّارُ اُقۡتُلُ الۡفُجَّار۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ بغداد میں اس وقت شیعہ سنی فسادات رہتے تھے۔

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی تعلیم امن آشتی کی تعلیم ہے۔ جو اپنوں کے لئے امن کا موجب ہے اور غیروں کے لئے بھی امن کا باعث۔

73 سالہ تاریخ پاکستان گواہ ہے کہ باوجود مخالفتوں کے جو مذہب کی بناء پر کی گئیں جماعت احمدیہ نے امن کا دامن نہیں چھوڑا۔ ہمارے باپوں کو شہید کیا گیا۔ ہمارے بیٹوں کو باپوں کے سامنے مار دیا گیا۔ مساجد جلائی گئیں۔ جائیدادوں کو لوٹا گیا مگر اسوہ رسولؐ کے مطابق پُر امن رہے اور ہمارا پیغام بھی امن رہا۔

کسی صوفی شاعر نے کہا تھا کہ

ڈھادے مسجد ڈھادے مندر
ڈھادے جو کچھ ڈھیندا
اک بندے دا دل نہ ڈھائیں
رب دلاں وچ رہندا

ہمارا امن کا پیغام جو ہے وہ اسلام کا پیغام ہے۔ حضرت محمدؐ کا پیغام ہے وہ تو اس سے بھی آگے ہے۔ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ کسی مسجد کو نہیں گرانا۔ کسی مندر، کو چرچ کو، کسی گوردوارہ کو نقصان نہیں پہنچانا۔ جنگ کے دوران درخت نہ کاٹے جائیں۔ عمارتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ عورتیں اور بچے محفوظ رہیں۔

ہماری گھٹی میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ

گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

خلفائے احمدیت نے بھی یہی تعلیم دی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی تجدید فرما رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جماعت کو Love for all hatred for none کا ماٹو دیا۔ آج یہ سلوگن جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہچان بن چکا ہے۔ برطانیہ، کینیڈا اور دیگر ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں وزراء اور ممبران پارلیمنٹ جماعت کے متعلق جب اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو اس سلوگن کا بطور خاص ذکر کیا کرتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلوگن میں جس محبت کا ذکر ہے وہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ہے۔ اس میں موجود لفظ all میں اپنی آل اولاد کو بھی شامل کریں۔ عزیز و اقارب، دوست احباب سب شامل ہیں۔ کیونکہ اس کا آغاز اپنے نفس سے ، اپنی آل سے ہوتا ہوا محلہ، شہر، ملک اور ساری دنیا میں بسنے والے مسلمان اور انسانوں تک پھیلتا ہے۔

اگر اپنے عزیز و اقارب سے اس Love کی بنیاد ڈال کر آغاز کریں تو ماں بیٹے سے جو جھگڑا ہے وہ نہیں ہوسکتا۔ باپ بیٹے، بھائی بھائی، بھائی بہن، میاں بیوی، ساس بہو اور دیگر عزیزوں میں بھی جھگڑا نہیں ہوسکتا۔ گھر کا ہر فرد دوسرے سے امن میں رہے گا۔ سلامتی محسوس کرے گا۔ اس طرف ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف تربیتی خطبات میں توجہ دلا رہے ہیں۔ اپنے خاندان سے نکل کر اللہ کے خاندان، اس کی عیال (تمام انسانوں) سے ہمدردی اور پیار کریں اور امن کے قیام کے لئے ہر وہ طریق اپنائیں جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمارے لئے اسوہ چھوڑا ہے۔ آپؐ نے تو صلح حدیبیہ میں اپنے نام کے ساتھ "رسول اللہ" کے الفاظ خود اپنے ہاتھ سے کاٹ دیئے تھے تا امن قائم ہو اور اپنی پہچان "عبد اللہ" بنائی۔

ایک صحابی نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتائیں۔ آپؐ نے مختلف عملوں کا ذکر فرمایا جس میں ایذاء رسانی سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کا بھی ذکر تھا۔ (مستدرک حاکم)

احمدی کا دل تو امن کا گہوارہ، سلامتی کا گھر، اطمینان کی نگری اور سکینت کی آماجگاہ ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اسلام اور امن کے حقیقی معنوں کا لبادہ اوڑھ کر وہ مسلمان اور مومن بن جائیں جن کی نشان دہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضور ﷺ نے اپنے اسوہ اور ارشادات سے فرمائی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پھر ایک حقیقی احمدی بننے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ

والسلام نے ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی طرف بھی خاص توجہ خاص طور پر دلائی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری طرف منسوب ہوتا ہے تو پھر کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46-47)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا ظلم کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبا لے یعنی اس پہ قبضہ کر لے۔ اس زمین کا ایک کنکر بھی جو ہے، ایک چھوٹا سا ٹکڑا جو دو انگلیوں میں آ جاتا ہے جو اس نے ظلم کی وجہ سے لیا ہو گا، کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی قبضہ کیا ہو گا تو اس کے نیچے کی زمین کے تمام طبقات یعنی اس زمین کے نیچے زمین کی جتنی تہیں ہیں ان کے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ جب اس کا حساب کتاب ہو گا ایک ہار بنایا جائے گا اور وہ ہار گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 59-60 مسند عبد اللہ بن مسعود حدیث 3767)

اب زمین کے نیچے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہزاروں میل کے طبقات میں، اب انسان یہ تصور کرے کہ اس وجہ سے کتنے بڑے بوجھ انسان پر ڈلیں گے۔ اتنی بڑی سزا ہے کہ اس کا تصوّر بھی انسان نہیں کر سکتا۔ پس کسی کے حقوق دبانا بہت بڑا ظلم اور گناہ ہے۔ غیروں کو ہم اسلام کی خوبیاں بتاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے اعلیٰ ترین معیار اسلام کی تعلیم میں ہیں۔ اسلام حقوق لینے کی بجائے حقوق ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ لوگوں کو تو ہم بڑے بڑھ بڑھ کے یہ باتیں کہتے ہیں اور اگر ہمارے عمل اس سے مختلف ہیں تو ہم گناہگار ہیں اور جھوٹ بول رہے ہیں۔ پس اس کا بھی باریکی کے ساتھ ہر احمدی کو جائزہ لینا چاہئے۔ ہمارے عمل ہماری تعلیم کے مطابق ہوں گے تو ہماری تبلیغ بھی پھل دار ہو گی۔ ہمارے اثرات لوگوں پر اچھے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معیار مقرر فرمایا ہے اور جیسا کہ یہ بیان ہوا ہے کہ ظلم کا خیال بھی دل میں نہیں لانا کجا یہ کہ کسی پر کسی بھی طرح ظلم کیا جائے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 2 نومبر 2018ء)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

عذاب سے بچائیں۔ دنیاداروں سے ہماری محبت اور ہمدردی دنیاداری کی خاطر نہیں ہے۔ ہم اپنے دلوں سے دنیاداروں کی نفرت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کچھ حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے، توحید کے قیام کے لئے، توحید کو اپنے دلوں میں پہلے سے بڑھ کر بسانے اور راسخ کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ دنیا کی نظر میں پسندیدہ بننے کے لئے صرف نعرے نہ لگائیں یا اظہار نہ کریں بلکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے یہ نعرہ لگائیں۔ اس زمانے میں ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے، ہمدردیٔ خلق اور محبت کے اصول اپنانے کے لئے چنا ہے اور آپ نے ہمیں وہ اصول سکھائے اور تعلیم دی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا" (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفتِ مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔" (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ

"میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ کرو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کرو۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 440 مطبوعہ ربوہ)

یہاں پہلے جو فرمایا کہ "دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ کرو"۔ اس سے یہ خیال آ سکتا ہے کہ جب نفرت کسی سے نہیں تو دشمنی کیسی۔ اس کا جواب بھی فرما دیا کہ جو مذہب کی وجہ سے دشمن ہیں، جو خود دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں تم ان کو ذاتی دشمن نہ سمجھو۔ تمہارے دل میں دشمنی ہے یا نہیں۔ جو بھی تمہارے سے دشمنی کرنے والے ہیں ان کی اصلاح کی کوشش تو کرو لیکن ذاتی دشمن بنا کر یا ذاتی دشمنی کا دل میں خیال لا کر پھر کینہ توزی کی عادت نہ ڈالو۔

نفرتوں کو دور کرنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"نوع انسان پر شفقت اور اس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب و ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ قرضداروں کے قرض دو۔ زیرباروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔" (نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 434)

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ

"میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک محدود کرنا چاہتے ہیں... میں تمہیں بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 217 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: "تم مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں ... جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا"۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)۔ (دکھاوے کے لئے نیکی نہیں کر سکتا۔)

پس دوسروں سے ہمدردی اور محبت کے یہ معیار ہیں اور یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کے رسول کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/ مئی 2014ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول تو میری آنکھ کی پتلی تھا آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے دیکھا اور اس وقت آپ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا"۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے۔ صفحہ 28-27)

تو یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت آپ کو۔ یہ کھوکھلے نعرے، دعوے اور تحریریں نہیں تھیں۔ آج مخالف اٹھ کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کر رہے ہیں۔ آج اگر اس مقام کو کسی نے پہچانا ہے اور اس کو بلند کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی غیرت رکھی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی غیرت کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میری عمر اس وقت 17 سال کی تھی کہ کسی جلسہ میں بھیجا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک وفد کی صورت میں۔ فرمایا میری عمر اس وقت 17 سال کی تھی مگر وہاں مخالفین نے کچھ باتیں کیں۔ فرمایا کہ میں اس بدگوئی کو سن کر برداشت نہ کر سکا اور اور میں نے کہا کہ میں تو ایک منٹ کے لئے بھی اس جلسہ میں نہیں بیٹھ سکتا، میں یہاں سے جاتا ہوں۔ اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی مجھے کہنے لگے کہ مولوی صاحب تو یہاں بیٹھے ہیں اور آپ اٹھ کر باہر جا رہے ہیں۔ اگر یہ غیرت کا مقام ہوتا تو کیا مولوی صاحب کو غیرت نہ آتی۔ میں نے کہا کچھ ہو مجھ سے تو یہاں بیٹھا نہیں جاتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ سخت کلامی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کو کم سے کم نظام کی اتباع تو کرنی چاہئے۔ مولوی صاحب اس وقت ہمارے لیڈر ہیں اس لئے جب تک وہ بیٹھے ہیں اس وقت تک نظام کی پابندی کے لحاظ سے آپ کو اٹھ کر باہر نہیں جانا چاہئے۔ ان کی یہ بات اس وقت کے لحاظ سے مجھے معقول معلوم ہوئی اور میں بیٹھ گیا۔ جب یہ وفد واپس قادیان پہنچا اور حضرت اقدس کی خدمت میں اس جلسہ کی رپورٹ پیش کی تو حضور کو اس قدر رنج پہنچا کہ الفاظ میں اسے بیان کرنا مشکل ہے۔ جو صحابہ اس موقع پر موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کی زبان فیض ترجمان سے بار بار یہ الفاظ نکلتے تھے کہ "تمہاری غیرت نے یہ کیسے برداشت کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گالیاں سنتے رہے۔ تم لوگ اس مجلس سے فوراً اٹھ کر باہر کیوں نہ آ گئے"۔ (حیات نور صفحہ 308) تو یہ ہے آپ کی تعلیم، آپ کے دلی جذبات اور آپ کا عملی نمونہ آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہونے کا اور آپ کی خاطر غیرت دکھانے کا۔

(خطبہ جمعہ 10/ دسمبر 2004ء)

مرسلہ: عبدالستار خان۔ مربی سلسلہ

نورِ الٰہی کی عظیم تجلّیات

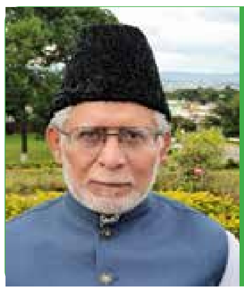

قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے جیسا کہ فرمایا ’’اَللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے اور ہرایک نور اسی کے نور کا پرتو ہے۔‘‘(ایام الصلح روحانی خزائن صفحہ 247 ایڈیشن 1984لندن)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’خدا ہی ہے جو ہر دم آسمان کا نور اور زمین کا نور ہے۔اس سے ہر ایک جگہ روشنی پڑتی ہے آفتاب کا وہی آفتاب ہے زمین کے جانداروں کی وہی جان ہے سچا زندہ خدا وہی ہے۔مبارک وہ جو اس کو قبول کرے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 130 روحانی خزائن جلد دہم صفحہ 444 مطبوعہ 1984ء لندن)

نیز فرمایا

’’خدا زمین و آسمان کا نور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ ارضی۔اور خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیروزبر کی پناہ ہے۔وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے جو حدفی ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور ارواح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 191حاشیہ۔روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 191 مطبوعہ 1984ء لندن)

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے تیرے دیدار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

نیز فرمایا:

’’اسلام کا خدا وہی سچا خدا ہے جو آئینہ قدرت اور صحیفہ فطرت سے نظر آرہا ہے اسلام نے کوئی نیا خدا پیش نہیں کیا بلکہ وہی خدا پیش کر رہا ہے جو انسان کا نورِ قلب اور انسان کا کانشنس اور زمین وآسمان پیش کر رہا ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 15)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میرے نزدیک یہاں اللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ والارض کہہ کر اس طرف توجہ دلائی کہ زمین وآسمان میں جس چیز کو بھی روشن کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کا نور اس میں داخل کر دو۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ چیز روشن ہو جائے گی اگر وہ نور مکان میں داخل ہوگا تو وہ مکان روشن ہو جائے گا اور اگر دل پر نازل ہوگا تو دل روشن ہو جائے گا۔۔۔لیکن جہاں یہ نور نہ ہو وہاں ظلمت اور سیاہی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔۔۔اسی طرح جس شخص کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری سلگ اٹھے اگر وہ اس کرم شب چراغ کے برابر بھی ہو تب بھی وہ دوسروں کو روشنی پہنچائے گا۔یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی خدا کا ہو جائے اور اپنے دائرہ استعداد کے مطابق سورج اور چاند اور ستارہ نہ بنے جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کر لیتا ہے وہ اس کے نور کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 317-316 مطبوعہ لندن 1986ء)

نیز فرمایا:

’’نور کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ظاہر ہو۔وہ کبھی چھپ کر نہیں رہ سکتا۔پس جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے اندر پیدا کر لے تو نہ صرف اس میں بلکہ اس کے ملنے والوں میں بھی ایک پاک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔یہ تو ہو سکتا ہے کہ کئی لوگوں کے اندر وہ تبدیلی نامکمل ہو مگر پھر بھی وہ نور ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے جس طرح کالے کپڑے کی اوٹ میں بھی اگر بتی جلائی جائے تب بھی کچھ نہ کچھ روشنی ضرور نکلتی ہے اسی طرح ممکن ہے کہ کسی کے دل میں محبت الٰہی کی ایک ہلکی سی چنگاری مخفی تو ہو مگر گناہوں کی سیاہ چادر اس پر پڑی ہوئی ہو۔لیکن یہ سیاہی اس کے نور کو صرف کم کر سکتی ہے مٹا نہیں سکتی اور جب بھی اس کی سیاہ چادر ہٹے گی الٰہی نور نہایت شان سے اس میں سے ظاہر ہونا شروع ہو جائیگا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 317 مطبوعہ لندن 1986)

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
تونے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
خُوبرُوؤں میں ملاحت ہے تیرے اُس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا

اللہ تعالیٰ کے انبیاء آئینہ خدا نما ہوتے ہیں۔ان کے ذریعہ توحید حقیقی کا نور دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’توحید اور نجات کا آفتاب اور اس کو ظاہر کرنے والا صرف رسول ہی ہوتا ہے اسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 148،مطبوعہ لندن 1984ء)

پس بلاشبہ خدا کے نور کی تجلّی ہمیشہ پاک ارواح اور وجودوں پر نازل ہوتی اور انہیں انبیاء، اولیاء، خلفاء اور مقربین بارگاہ الٰہی کا بلند وارفع مقام نصیب ہو جاتا ہے۔جو خدائی نور کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

بنی نوع انسان پر خدائی نور کی پہلی تجلّی سیدنا حضرت آدم علیہ السلام پر ظاہر ہوئی اور آپ کو صفی اللہ کا لقب نصیب ہوا، یعنی خدا کا برگزیدہ وچنیدہ بندہ۔پھر خدا کے نور کی تجلّی کا ظہور حضرت نوح علیہ السلام پر ہوا۔آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ:’’تمام قوموں کی طرف سے نوح پر سلامتی کی دعا ہو رہی ہے۔ہم محسنوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔‘‘

(سورۃ الصّافّات 82-80)

سیّدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام بھی حضرت نوح علیہ السلام کی جماعت میں سے تھے جب وہ اپنے ربّ کے حضور ایک ایسا پاک دل لے کر آئے جو ہر قسم کے کفر و شرک سے پاک تھا تو اس پر خدائی نور کی تجلّی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:’’اور اللہ نے ابراہیم کو (اپنا) خاص دوست بنایا تھا۔‘‘

(سورۃ النساء 126)

صرف یہی نہیں بلکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی نسل میں بھی خدا کے نور کی تجلّیات پاک وجودوں پر ظاہر ہوتی رہیں۔خدائی نور کی ایک تجلّی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر ظاہر ہوئی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ۔’’کیا تجھے موسیٰ کی بات (بھی) پہنچی ہے؟جبکہ اسے اس کے رب نے وادی مقدس یعنی طویٰ میں پکارا تھا۔‘‘

(سورۃ النّٰزعٰت 17-16)

نیز فرمایا:

ترجمہ:’’اور کئی ایسے رسول ہیں جن کی خبر ہم (اس سے) پہلے تجھے دے چکے ہیں اور کئی ایسے رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے خوب اچھی طرح کلام کیا تھا۔‘‘

(سورۃ النساء 165)

جب یہ خدائی نور مدھم ہونے لگا تو ایک بار پھر شعیر کے علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الٰہی تجلّی ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ خدا کے لاانتہاء کلمات جن کا شمار ناممکن ہے (سورۃ الکھف:110) ان کلمات میں سے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ بھی خدا کا ایک کلمہ بن کر آیا تھا۔چنانچہ فرمایا:

ترجمہ:’’مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا صرف (ایک) رسول اور اس کی (ایک) بشارت تھا جو اس نے مریم پر نازل کی تھی اور اس کی طرف سے ایک رحمت تھا۔‘‘

(سورۃ النساء 172)

اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلّیات جو مختلف اوقات اور زمانوں میں انبیاء کرام پر ظاہر ہوئیں وہ ان کی استعدادوں اور ضروریات زمانہ کے مطابق تھیں۔لیکن ہمارے آقا سیّد و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر خدائی انوار کی کامل تجلّی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:’’تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک روشن کتاب آچکی ہے۔‘‘

(سورۃ المائدہ 16)

نیز فرمایا

ترجمہ۔’’اے نبی!ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (کافروں کو) ڈرانے والا بھی ہے۔اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر (بھیجا ہے)۔‘‘

(سورۃ الاحزاب 47-46)

خدائے ذوالجلال نے سراج مُنیر پر جو کتاب نازل کی اسے بھی نور قرار دیا۔چنانچہ فرمایا:

ترجمہ۔’’پس اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور (یعنی قرآن) پر بھی جو ہم نے اتارا ہے‘‘

(سورۃ التغابن 9)

چنانچہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پاک وجود (سورۃ النور 36) بن گیا۔جن خوش نصیبوں نے اس نور کو قبول کرنے کی سعادت پائی وہ اندھیروں سے نکل کر خدائی نور سے منور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:’’پس اے مومنوں میں سے عقل مندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ نے تمہارے لئے شرف کا سامان یعنی رسول اتارا ہے جو تم کو اللہ کی ایسی آیات سناتا ہے جو (ہر نیکی اور بدی کو) کھول دیتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مومن لوگ جو اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ اندھیروں سے نکل کر نور میں آ جاتے ہیں‘‘

(سورۃ الطلاق 12-11)

چنانچہ اس پاک وجود جو خدا تعالیٰ کی نورانی تجلّی کا مورد بنا۔ جو لوگ ایمان لائے آسمان روحانیت پر روشن ستارے بن کر چمکے۔جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

’’کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی تم پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔‘‘

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔صرف انسان میں تھا، یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ فرد ہمارے سید و مولیٰ، سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد پنجم۔ص161-160۔مطبوعہ لندن 1984ء)

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21۔ص145۔مطبوعہ لندن)

سیّد وُلد آدم حضرت محمد عربی ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد یہ نور خلفائے راشدین، امت محمدیہ کے صلحاء، اولیاء، ابدال، اقطاب، محدثین ومجددین اپنے اپنے زمانہ اور علاقہ میں پھیلانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔جیسے حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت گنج بخش ہجویری، حضرت شاہ محدث دہلوی اور حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ علیہم وغیرہ۔

موجودہ دور میں خدائی انوار کی عظیم تجلّی

انبیاء سابقہ، قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق موجودہ تاریکی کے دور میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک عاشق صادق پر خدائی نور کی عظیم تجلّی کا ظہور ہوا۔ چنانچہ بانی احمدیت سیّدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام دنیا کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لیے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم سے دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کروں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کیلئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطاء فرمائے ہیں۔ اس لئے ان روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13۔مطبوعہ 2017ء اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز)

نیز فرمایا:

’’مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19۔ص 61-60)

نیز فرمایا:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21۔ص145)

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ پلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد پنجم۔ص225-224، مطبوعہ 2008ء ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:’’وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر فاران کے پہاڑ پر چمکا، وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 29)

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس بات کی بھی بار بار اپنی تحریرات وتقاریر میں وضاحت فرمائی کہ یہ سب نور مجھے نبی پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی سے ملا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپکی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 412-411)

نیز فرمایا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اسی طرح فرمایا:

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو، عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم، تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد پنجم۔ص225۔مطبوعہ 2008ء ربوہ)

خلافت کے ذریعہ نور خداوندی کا پھیلاؤ

حضرت مصلح موعود رحمہ اللہ سورۃ النور کی آیت استخلاف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خلافت کا وجود بھی نبوت کی طرح ضروری ہے۔کیونکہ اس کے ذریعہ سے جلال الٰہی کے ظہور کے زمانے کو ممتد کیا جاتا ہے اور الٰہی نور کو ایک لمبے عرصے تک دنیا کے فائدہ کے لیے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ششم مطبوعہ لندن 1986ء ص323)

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی وفات 1908ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت کی عظیم و بابرکت نعمت سے نوازا۔ خلفاءِ احمدیت کی مبارک قیادت میں نور الٰہی، انوار قرآنی اور علوم روحانی دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلانے کے لئے افراد جماعت احمدیہ اپنی جان، مال، عزت اور وقت کی بے مثال قربانیاں پیش کرتے ہوئے عظیم جہاد میں مصروف ہیں۔ جبکہ نور کی دشمن قوتیں اور تاریکی کے خواہاں اس نور کو بجھانے کے لیے کوشاں ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:’’وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرکے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔‘‘

(سورۃ الصف 9)

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔۔۔۔ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھاؤ۔ ہر قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔‘‘

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المنبّہ الناصح مرزا غلام احمد قادیانی جنوری 1892ء

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد 17 مطبوعہ لندن 1984ء)

مرسلہ: ع چوہدری

میرے پیارے والد چوہدری عبد الرحمٰن صاحب

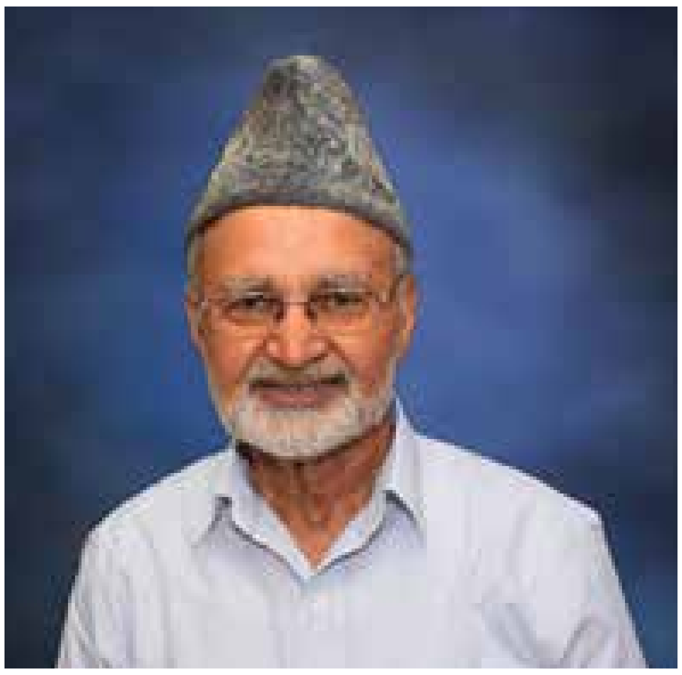

مورخہ 30اپریل 7 رمضان المبارک 2020 کو میرے بہت پیارے اور ہر دلعزیز والد صاحب چوہدری عبد الرحمن صاحب ہم سب کو اشکبار چھوڑ کر اپنے پیارے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے والد صاحب 14 اپریل 1940 کو بھارت مین گرداس پور کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے والد صاحب بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے ان سے بڑے ایک بھائی اور ان سے چھوٹے تین بھائی اور دو بہنیں ہیں ہمارے دادا کا نام چوہدری محمد شریف صاحب تھا اور ہمارے خاندان میں احمدیت ہمارے والد کے تایا جان جو کہ درویش سلسلہ تھے کے ذریعہ آئی۔ ہمارے والد صاحب کا اپنے تایا جان کے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا اور ان کی شادی بھی انہوں نے ہی اپنے دوست چوھدری عبد الحمید صاحب، درویش قادیان کی صاحبزادی، محترمہ نعیمہ صاحبہ سے طے کرائی

والد صاحب 1947 میں اپنے پھوپھا جان کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان منتقل ہوئے انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین کے پاس شکر گڑھ کے قریب ایک گاؤں میں حاصل کی، میٹرک کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لے اپنی پھوپھی جان کے پاس فیصل آباد منتقل ہو گئے۔ وہ شروع سے ہی بہت محنتی تھے اور بی ایس سی کے دوران جب انہیں جاب آفر ہوئی تو انہوں نے ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ جوائن کرلیا اور پھر اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتے رہے اور ترقیات کا یہ سفر ۲۰۰۰ میں ختم ہوا جب وہ ایک ۱۹ گریڈ کے آفیسر کے طور پر ریٹائر ہوئے۔ اپنی جاب کے دوران تمام فرائض نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیے وہ ایک نہایت محنتی اور ایماندار آفیسر کے طور پر مشہور تھے۔

والد صاحب بچپن ہی سے بہت اطاعت گزار اور عبادت گزار واقع ہوئے تھے ان کی تایازاد بنالی ہیں کہ بہت چھوٹی عمر سے ہی پانچ وقت نماز کے عادی تھے اور خاندان میں مثال بنی ہوئی تھی کہ جب کوئی بچہ چھوٹی عمر میں نماز پڑھتا تو کہا جاتا کہ یہ تو عبد الرحمن بن گیا ہے اطاعت گزاری کی وجہ سے والدین کے بہت پسندیدہ اور لاڈلے تھے اور اطاعت اور محبت اور خدمت کا یہ تعلق والد صاحب نے اپنے والدین کی آخری سانس تک اس خوبی سے نبھایا کہ خاندان میں والدین کی خدمت کا ایک نیا معیار قائم کر دیا خاص طور پر اپنی والدہ سے عشق کی حد تک محبت کرتے۔

والد صاحب کی شخصیت ایسی ہمہ جہت اور مکمل تھی کہ ان کی تمام خوبیاں بیان کرنا ناممکن ہے میں بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہوں اس لے والد صاحب کے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا بچپن سے ہی میں نے محسوس کیا کہ ان کا خدا تعالی کے ساتھ بہت مضبوط تعلق تھا وہ جوانی سے تہجد گزار تھے ہر صبح ہماری آنکھ ان کی تلاوت اور ترجمہ کی آواز سے کھلتی۔ میں نے تمام زندگی میں کبھی نہیں دیکھا کہ وہ فجر کی اذان سے پہلے نہ اٹھے ہوں سوائے اپنی بیماری کے آخری ایام کے۔ نماز کے بعد باقاعدگی سے صبح کی سیر اور ورزش کرتے اور بچپن میں ہم بہن بھائیوں کو بھی اپنے ہمراہ لے جاتے

ہم ماشاءاللہ چار بہن بھائی ہیں میرے بعد ایک بہن اور اس کے بعد دو چھوٹے بھائی۔ میرے والد سراپا محبت و شفقت تھے۔ ہم سب بہن بھائیوں کے ساتھ بہت ہی محبت اور عزت سے پیش آتے اور ہر ایک کے بہترین دوست تھے انہوں نے تمام عمر کبھی ہمیں اونچی آواز سے نہیں ڈانٹا ہمیشہ بہت دلچسپ اور پاکیزہ گفتگو کیا کرتے تھے۔ انہوں نے خاص طور پر بچپن سے ہی ہم سب کو خلافت کے ساتھ بہت خوبصورتی سے منسلک کیا بچپن سے ہماری دینی اور دنیاوی تعلیم کا خاص خیال رکھا۔ وہ رات کو ہمیں بےمقصد کہانیوں کی بجائے پیغمبران خدا کی باتیں بتایا کرتے۔ ناظرہ قرآن کے بعد مجھے لفظی ترجمہ بھی شروع کروایا۔ جمعہ کا خاص اہتمام کرتے۔ باقاعدگی سے نہ صرف رمضان بلکہ شوال کے روزے بھی رکھتے۔ بڑی باقاعدگی سے دس روز تک اعتکاف کے لئے بیٹھتے تھے بلکہ امریکہ میں ڈیلس جماعت میں اعتکاف کی روایت کی بنیاد ہمارے والد صاحب نے ہی قائم کی تھی۔

ابو چونکہ خود انجینئر تھے اس لئے سائنس سبجیکٹ خود پڑھاتے، امتحانوں میں صبح فجر کی اذان سے پہلے اٹھ کے ہمیں پڑھایا کرتے تھے ورنہ شام کو باقاعدگی سے ہمیں پڑھاتے، ان کی انتھک محنتوں اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ ہم سب نے ماشااللہ، اللہ تعالی کے فضل سے اپنی اپنی جگہ اعلی ڈگریاں حاصل کیں۔

ہم دونوں بہنیں اللہ تعالی کے فضل سے ایم بی بی ایس کر کے پریکٹس میں گئیں اور میرے دونوں بھائی کمپیوٹر سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ماشاءاللہ ایک کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

ابو صرف نام کے عبد الرحمن نہیں تھے بلکہ صفت رحمانیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی تمام عمر ہم میں سے کسی کی فرمائش پر کبھی انکار نہیں کیا ہمارے علاوہ اپنے سٹاف کے غریب لوگوں کا بہت خیال کیا کرتے جماعت کے غریب لوگوں کی بہت مدد کرتے اور بہت عزت کیا کرتے ہمارے والدین کا آپس میں مثالی تعلق تھا جس کی بنیاد باہمی محبت و عزت اور اعتماد تھا۔ ہماری والدہ صاحبہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے کہ ’’آپ کے والد نے تمام عمر مجھے پھولوں کی طرح رکھا۔‘‘

عاجزی، خوش خلقی، حلیمی اور مہمان نوازی ابو کی شخصیت کا بہت اہم حصہ تھیں۔ اگر کوئی دوست کھانے کے وقت آفس میں آجاتا تو گھر میں فون کر کے کھانے کا اہتمام ضرور کراتے جماعت سے ہمیشہ بہت گہرا اور پرخلوص تعلق تھا- جوانی سے ہی موصی تھے اور بہت باقاعدگی سے چندے دیتے تھے۔ نماز باجماعت کا گھر میں بہت اہتمام کرتے۔ ہمارا گھر پاکستان میں بھی نماز کا سنٹر تھا پھر جب امریکہ میں منتقل ہوئے تو ایک عرصے تک گھر میں سب کے لئے جمعہ کا اہتمام ہوتا۔ ماشاءاللہ یہ بات بھائیوں میں بھی اسی خوبی سے منتقل ہوئی اور اب ماشاءاللہ چھوٹے بھائی جماعت کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور بڑے بھائی جماعت کے اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ اپنی بہوؤں اور دامادوں سے مثالی تعلق تھا غرض والد صاحب نفس مطمئنہ کی مکمل تصویر تھے آپ کی شخصیت سراپا نور کہ جو ملتا ان کا گرویدہ ہو جاتا، ایک شفیق مسکراہٹ ہمیشہ چہرے کا احاطہ کیے رکھتی، خاندان میں یہ بات مشہور تھی کہ عبد الرحمان صاحب تو ایک چلتے پھرتے فرشتہ ہیں۔

فروری کے آخر میں ابو کی طبیعت خراب ہوئی اور ہسپتال میں داخل ہوئے پانچ دن کے بعد ڈسچارج ہو گئے اس کے بعد دوبارہ اسپتال داخل ہوئے، مارچ میں جب ملاقات کے لیے گئ تو مجھے سمجھانے لگے کہ بیٹا دنیا کا نظام اسی طرح چلتا ہے کچھ لوگ آتے ہیں اور کچھ جاتے ہیں سانس کا کیا بھروسہ آئے، نہ آئے۔

ابو نے اپنی بیماری کا وقت بہت صبر سے گزارا اور جب ہم پریشان ہوتے تو ہمیں حوصلہ دیتے تھے ہر عیادت کرنے والے سے نہایت خوش خلقی سے بات کرتے بلکہ پرمزاح گفتگو بھی کرتے۔

موت تو برحق ہے اور ہم خالق حقیقی کی رضا میں راضی ہیں کیونکہ لے جانے والا جانے والے سے بھی پیارا ہے، لیکن والد صاحب کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے ایک محبت کرنے والا شجر سایہ دار ہماری زندگی سے چلا گیا ہو جیسے چاندنی رات میں چاند کہیں چھپ گیا ہو، وہ ایک بہترین والد بہترین بھائی اور بہترین دوست تھے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محض اپنے فضل الرحمٰن سے والد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کی دعاؤں کا وارث بنائے آمین

آج کی دعا

رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا

(بنی اسرائیل:25)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

یہ قرآنِ کریم میں مذکور ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی والدین کے حق میں بہت خاص دعا ہے۔

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’مائیں ہی ہیں جو بچوں کی قسمت بدلا کرتی ہیں۔ آپ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں گی اور اعمالِ صالحہ بجالانے والی ہوں گی تو آپ کی نیک تربیت کو پھل لگیں گے۔ آپ کی زندگی میں بھی آپ کی اولاد آپ کی نیک نامی کا باعث بن رہی ہو گی اور مرنے کے بعد بھی اولاد کی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرما رہا ہو گا۔ بچوں کو جو دعائیں اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں وہ اسی لئے ہیں۔ ایک دعا ہے رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل 25) کہ اے میرے ربّ! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔ پس یہ دعا ہمارے پیارے خدا نے یقیناً قبولیت کا درجہ دینے کے لئے سکھائی ہے۔ یقیناً ماں باپ کو ان کی تربیت پر ان کو اعلیٰ سرٹیفکیٹ دینے کے لئے سکھائی ہے۔‘‘

(پیغام لجنہ اماء اللہ پاکستان 2018)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

قانتہ شاہدہ راشد ۔ لندن

محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں ملک صاحبہ کا ذکرِ خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا جس انداز میں اپنے خطبہ جمعہ (فرمودہ 21 اکتوبر 2016) میں ذکر فرمایا ہے وہ بہت ہی قابل رشک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جنت الفردوس میں اس ذکر سے آگاہی پا کر محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کی روح بے انتہا خوشی محسوس کر رہی ہوگی۔حضور انور کے بیان فرمودہ اس نہایت جامع ذکرِ خیر کے بعد کچھ مزید لکھنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں آتی تاہم اذکر واموتاکم بالخیر کی تعمیل میں چند باتیں تحریر کر رہی ہوں۔

مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ اپنے قرب میں، اپنے پیاروں کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کی وفات ایک جماعتی نقصان ہے۔ بہت نافع النّاس وجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کمی پوری فرمائے اور جماعت کو ان جیسے بے لوث خدمت کرنے والے مخلص وجود اپنے فضل سے بکثرت عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار کی ان سے پہلی ملاقات 2004 میں ہوئی۔ جب ہم رخصت پر ربوہ گئے تھے۔ ہسپتال دیکھنے گئے تو بہت محبت سے ملیں۔ ہسپتال کا زنانہ حصّہ بذاتِ خود بڑی تفصیل سے دکھایا اور بہت پُر تکلف چائے بھی پلائی۔ اب تک اس ملاقات کا ذہن پر بہت خوشگوار اثر باقی ہے۔ اس کے بعد ان کے ہر سال لندن آنے پر ان سے ملاقات ہوتی رہی اور اس طرح سے ایک دلی تعلق قائم ہوگیا۔ آپ کے چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی۔ ہر ایک سے پیار سے ملتیں، سلام کرنے میں پہل کرنے کی کوشش ہوتی۔ بہت منکسر المزاج مگر باوقار۔ نیکی کے مواقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھیں۔ اگر کوئی ان سے معمولی سا بھی حسنِ سلوک کرتا تو اس کی بہت قدر کرتیں اور اس سے بڑھ کر حسن سلوک کرتیں۔ خلافت اور خلیفۂ وقت سے والہانہ عشق اور خلوص و وفا کا تعلق تھا۔ خلیفۂ وقت کے ہر ارشاد کو خاص اہتمام سے سننا اور اس پر عمل کرنا آپ کا ایک نمایاں وصف تھا۔ جب کبھی حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کر کے آتیں تو بہت خوش نظر آتیں اور بار بار حضور انور کی شفقت کا ذکر شکر کے جذبات کے ساتھ کرتیں۔

مکرمہ محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت خوبیوں اور اخلاقِ فاضلہ سے نوازا تھا۔ اپنے شعبہ میں کامل مہارت، علم اور وسیع تجربہ کے ساتھ ساتھ ان میں سادگی، خلوص اور خاکساری کی صفت بہت نمایاں تھی۔ اپنے نام کے مطابق انہوں نے اپنے آپ کو بے لوث انداز میں خدمتِ انسانیت کے لئے وقف رکھا۔غریب مریضوں کی مدد اور نصرت ان کا ایک خاص وصف تھا۔

اس سال ان کو رمضان یہاں لندن میں گزارنے کا موقعہ ملا۔ بہت خوش تھیں۔ اظہارِ تشکر کے طور پر بارہا اس کا ذکر خاکسار سے کیا کہ حضور انور نے ازراہِ شفقت انہیں مسجد کے قریب رہائش عطا فرمائی ہے۔قربِ مسجد کا انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ساری نمازوں اور اسکے علاوہ درسِ قرآنِ کریم اور فجر کے بعد درسِ حدیث میں باقاعدگی سے شامل ہوتیں۔ چنانچہ رمضان المبارک میں صبح کے درسِ حدیث کے نوٹس کی کاپی میرے ذریعہ راشد صاحب سے لے کر اپنے عزیزوں کو روزانہ بھیجتیں الغرض اس سارے ماحول سے بے حد خوش اور مطمئن تھیں اور کئی دفعہ اس بات کا اظہار کیا کہ یہاں تو مجھے ربوہ کے رمضان والا لطف اور مزہ آرہا ہے۔گذشتہ رمضان ان کی زندگی کا آخری بھرپور اور خوشکن رمضان بن گیا۔

اس سلسلہ میں ایک بظاہر چھوٹا سا واقعہ ہے جو آپ کی نفیس طبیعت کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک روز انہوں نے مجھے چند سادہ کاغذ دیئے اور کہا کہ امام صاحب روزانہ درس حدیث کے نوٹس لکھ کر دیتے ہیں۔ ان کو یہ کاغذ دیدیں تا کہ یہ ان کے استعمال میں آسکیں۔

اسی طرح دینی مجالس میں شامل ہونے کا شوق رکھتیں تھیں۔ خاکسار کے متعلق علم ہوا کہ ہفتہ وار ترجمۃ القرآن کلاس لیتی ہوں تو اس میں شامل ہونے کی خواہش کی۔ مجھے جھجھک محسوس ہوئی اور میں نے کہا کہ آپ کو تو اس کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ تو ترجمہ جانتی ہیں لیکن بہت اصرار کر کے کلاس میں شامل ہوتی رہیں۔ اور وقتاً فوقتاً بتاتیں کہ فلاں کلاس میں یہ نئی بات معلوم ہوئی اور میں نے اپنے عزیزوں کو بھی ٹیکسٹ کر دی ہے۔

مسجد میں جس کسی کے متعلق پتہ چلتا کہ اسے کوئی تکلیف ہے، بغیر امیر غریب یا چھوٹے بڑے کی تفریق کئے بڑی ہمدردی سے ہر ایک کو مخلصانہ طبّی مشورہ دیتیں۔ جب دوبارہ ان سے ملاقات ہوتی تو خیریت دریافت کرتیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ لکھنا مناسب سمجھتی ہوں جو ان کی تعزیت کے لئے آنے والی بہنوں میں سے ایک بہن نے ان کے بارہ میں اپنا ایک چشم دید واقعہ سنایا کہ ایک بہت غریب عورت کا زچگی کا کیس ان کے پاس آیا۔ بہت دیر ہو چکی تھی اور صورتِ حال ایسی تھی کہ باوجود کوشش کے پانچ منٹ بعد مریضہ کی وفات ہوگئی۔ انہیں اس بات کا سخت ملال تھا کہ وہ اس غریب عورت کے کام نہ آسکیں۔ اس دلی بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے آپ اس غریب عورت کے گھر گئیں گھر والوں کو حوصلہ دلایا اور کہا کہ میں اس کی زندگی میں اس کے لئے کچھ نہ کرسکی۔ اور پھر اصرار کر کے اس غریب عورت کو خود غسل دیا اور کفن پہنایا۔ اور کہا کہ پہلے اس کے لئے کچھ نہ کرسکی تھی اس لئے سوچا کہ اب جو کچھ کرسکتی ہوں کرلوں۔

ڈاکٹر صاحبہ کی ایک اور خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے وسیع تعلقات میں چھوٹے بڑے لوگوں کو تحائف دینے کا خوب اہتمام کرتی تھیں۔ تحائف دینے میں آپ کا یہ خاص سلیقہ تھا کہ جس کو بھی تحفہ دیتیں وہ اس کی ضرورت اور پسند کے مطابق ہوتا۔ خاص طور پر ایسی اشیاء تلاش کر کے بطور تحفہ دیتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت و حوصلہ کے ساتھ توفیق عطا فرمائے۔ نیز ان کی خوبیوں کو اپنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ ... ☆ ... ☆

طلوع وغروب آفتاب

31 اکتوبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:06	17:45
مدینہ منورہ	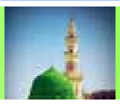	05:09	17:42
قادیان	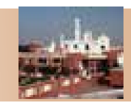	05:22	17:40
ربوہ		05:01	17:20
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:25	16:38